عاملہ خلاصہ

یہ رپورٹ خلیجی ریاستوں میں تارکِ وطن مزدوروں کی اموات پر تحقیق، اور مزدوروں کی صحت کے بہتر تحفظ کے لیے کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیموں کے اتحاد، وائٹل سائنز پارٹنرشپ کی طرف سے تیسری رپورٹ ہے۔ ہماری پہلی رپورٹ میں چھ خلیجی تعاون کونسل (جی سی سی) ریاستوں میں کم اجرتی تارکِ وطن مزدوروں کی اموات کی مقداربندی اور وضاحت کی گئی تھی اور خلیجی تعاون کونسل میں اموات کی تفتیش کے انداز میں سنجیدہ اور نظام بند مسائل کی نشاندہی کی گئی تھی۔ دوسری میں خطہ کے اندر مزدوروں کو غیر ہنگامی حفظانِ صحت تک رسائی کی راہ میں حائل متعدد رکاوٹوں کو زیرِ بحث لایا گیا تھا اور انہیں تارکینِ وطن میں غیر وضاحت کردہ اموات کی بلند شرح کے سبب کے طور پر شناخت کیا گیا تھا۔

زیرِ نظر رپورٹ میں، ہم نے یہ کھوجنے کی سعی کی ہے کہ حد درجہ گرمی اور خلیجی ریاستوں کے بدسلوکی پر مبنی مشقتی شعائر باہم مل کر تارکِ وطن مزدوروں کی صحت پر کیسے تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ شدید گرمی میں زیادہ دیر رہنے سے صحت کے دائمی مسائل جنم لیتے ہیں جو عمر بھر کے علاج کے متقاضی ہوتے ہیں۔ صحت کے شدید خطرات، اور مختلف امراض کا باعث بننے کے باوجود، ان مسائل کے تدارک کے طریقے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے نہایت اہم ڈیٹا لاپتہ ہے: تارکِ وطن مزدوروں پر گرمی کے اثرات کا کم و بیش کوئی ڈیٹا موجود نہیں ہے، ان مزدوروں کی اموات پر دستیاب ڈیٹا میں گرمی کے دباؤ کی وجہ سے ہونے والی اموات کا اندراج نہیں کیا جاتا، اور نہ ہی گرمی کو اموات کی وجہ بننے کی ایک وجہ کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔

جو کوئی خلیجی ریاستوں میں جا چکا ہو وہ اس خطہ میں گرمی کی شدت سے واقف ہو گا۔ لیکن روزانہ کی بنیاد پر شدید گرمی کا شکار، مشقت طلب کام سرانجام دینے والے تارک وطن مزدوروں کے لیے یہ سزا سے کم نہیں بلکہ ممکنہ طور پر جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ مزدوروں نے وائٹل سائنز محققین کے سامنے خلیج کی گرمی کے جسمانی اثرات کی اضطراب انگیز مناظر کے ساتھ عکاسی کی۔ متحدہ عرب امارات میں تعمیری منصوبوں پر کام کرنے والے ایک آدمی نے کہا کہ گرمی اتنی سخت ہوتی تھی کہ پسینہ اس کے بوٹوں سے باہر نچڑ رہا ہوتا تھا۔ سعودی عرب میں زیرِ زمین کیبلز بچھانے والے ایک الیکٹریشن کے لیے، گرمی سر پر منڈلاتی موت کی طرح لگتی تھی: "بس سے اتر کر کام کی سائٹ پر پہنچنے کے دس منٹ کے اندر ہی مجھے یوں لگنے لگتا کہ میں

خود اپنے ہی جسم سے کہیں نکل رہا ہوں،" اُس نے کہا۔ اس کا ساتھی مزدور گرمی کے نتیجے میں باقاعدگی سے بیہوش ہو جایا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے کام میں بہت اچھا تھا اور ترقی کے لیے قطار میں تھا، اس نے خلیج کے ناقابلِ برداشت حالات کی وجہ سے بھارت واپس جانے کا انتخاب کر لیا۔ سعودی عرب میں ایک اور مزدور نے، جس کا کام ایک ہارڈویئر اسٹور پر سیمنٹ کے تھیلے اور اشیاء اتار کر ڈھونا تھا، خلیج کو بھارت سے تین گنا زیادہ گرم پایا۔

جسم پر شدید گرمی کا اثر

عالمی ادارۂ صحت (ڈبلیو ایچ او) کے مطابق، گرمی میں رہنے سے ہونے والے سبھی انسانوں پر جسمانی اثرات کا دائرہ وسیع ہے، جس سے اکثر اوقات پہلے سے موجود طبی کیفیات مزید ابتر ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں قبل از وقت موت واقع ہو جاتی ہے۔ دن اور رات کے وقت کے بڑھتے ہوئے درجۂ حرارت سے جسم پر مجموعی تناؤ پیدا ہوتا ہے، اور تنفس اور وریدی بیماریوں، ذیابیطس اور گردے کی بیماریوں کا اثر بڑھتا ہے۔ اوسط سے زیادہ گرم حالات میں رہنے کی وجہ سے گرمی لگنے میں تیزی آنے سےجسم کے درجۂ حرارت کو منظم رکھنے کی صلاحیت پر سمجھوتہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایسا ہوتا جسے ڈبلیو ایچ او نے "بیماریوں کی آبشار" کہہ کر مخاطب کیا ہے، جس میں گرمی کی اینٹھن، گرمی کی بھاپ پڑنا، ہائپرتھرمیا اور گرمی کا تھپیڑا لگنا شامل ہیں۔ حتی کہ اوسط موسمی درجہ ہائے حرارت میں معمولی تبدیلیوں کا تعلق بھی بڑھتی ہوئی بیماری اور موت سے ہے۔ گرمی ادراک پر مسلسل اثر انداز ہوتی ہے۔ وبائی امراض کے ماہر ڈاکٹر باراک الاحمد کا تبصرہ ہے کہ، "ایسے شواہد ابھرتے نظر آتے ہیں کہ شدید گرمی میں ہونا فیصلوں میں معذوری پیدا کرتا ہے،" جس سے پیشہ ورانہ چوٹیں لگنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے خاص طور پر تعمیرات جیسے شعبوں میں۔

گرمی سے داخلی اعضا شدید متاثر ہوتے ہیں، خاص طور پر دل اور گردوں کو قابل ذکر نقصان پہنچنے کا احتمال بہت بڑھ جاتا ہے۔ شدید گرمی کا دل کے فیل ہونے، دل کے دورے، اریتھما اور دل کو دھکا لگنے کے ساتھ مضبوط تعلق ہے۔ 32 ڈگری سینٹی گریڈ سے زائد بلند ترین سطح کے درجۂ حرارت والے پانچ مسلسل دن قطر میں موجود نیپالیوں کی اموات میں 20 فیصد اضافے کا سبب بنے؛ 11 مسلسل دنوں تک، یہ عدد 150 فیصد سے بھی تجاوز کر گیا۔

عالمی درجۂ حرارت کی معلومات کے نیٹ ورک نے نوٹ کیا ہے کہ گرمی کے تناؤ کا اثر غیر فعال بیٹھے لوگوں کی نسبت کام کی جگہ میں قابلِ ذکر طور پر کم درجۂ حرارت میں جسمانی کام میں مشغول مزدوروں کے تحفظ اور صحت پر کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر تعمیراتی مزدوروں میں، کام جسمانی طور پر مشقت طلب ہو تو طویل وقت کے لیے حراری تابکاری میں رہنے سے، اور بخارات کے ذریعے حرارت اور پسینے کا اثر کم کرنے والے شخصی حفاظتی ساز و سامان کے بغیر گرمی کے تناؤ کا خدشہ اور بڑھ جاتا ہے۔ کویت سے ایک تجزیے میں یہ بات چونکا دینے والی ہے کہ کام پر لگنے والی چوٹ کا خطرہ کافی زیادہ تھا؛ یہ خدشہ موسم گرما کی گرمی میں درجۂ حرارت میں 1 ڈگری سینٹی گریڈ کے اضافے سے اوسطا 35 فیصد تک بڑھ جاتا ہے۔

ایلسپیتھ اوپرمان، ٹوڈ کژیلستروم، اور جیسن کائے سمیت ماحولیاتی تبدیلی کے خصوصی ماہرین کے 2021ء میں کیے گئے ایک اہم مطالعے میں یہ پتہ چلا کہ مستقلاً گرمی میں ہونا صحت کے لیے اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ گرمی کی لہر کے دوران درجۂ حرارت کا اچانک چڑھ جانا۔ اس لیے مسلسل گرم حالات میں مستقل طور پر رہنے کے "سست چڑھائی کے واقعہ" کو ایسے سمجھا جائے، جیسے گرمی میں کام کر رہے مزدور جلد ہی اس گرمی کے نقصان دہ اثرات کے تجربے سے گزرنے کے حادثے کے لیے خطرے کی گھنٹی ہوں۔

گردے کا دائمی مرض

گرمی میں جسمانی طور پر مشقت طلب کام کرنے والے لوگوں میں گردے کی چوٹ اور گردے کی دائمی امراض (سی کے ڈی) کی نشوونما – گردے کی کارکردگی کے مہلک نقصان – کے بارے میں عالمی تشویش میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بھارت میں جارج انسٹی ٹیوٹ فار گلوبل ہیلتھ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور امپیریل کالج لندن میں گلوبل کڈنی ہیلتھ کے سربراہ پروفیسر وویک آنند جھا نے وائٹل سائنز شراکت کو بتایا کہ سی‌کےڈیٹ (کرونک کڈنی ڈیزیز آف نان-ٹریڈیشنل اوریجن) اور گرمی میں بدسلوکی پر مبنی کام کے درمیان واضح ربط ہے۔ کرسٹوفر شامپان اور ہائیڈن ہیس سمیت ماہرین کے کیے گئے ایک حالیہ ریویو میں کہا گیا ہے کہ سی کے ڈی یا/اور گردے کی شدید چوٹ اکثر گرم ماحول میں کام والے 15 فیصد افراد میں موجود ہے، اور موجودہ سائنسی لٹریچر بتاتا ہے کہ

پیشہ ورانہ طور پر گرمی میں ہونے کے تسلسل کا تعلق گردے کی چوٹ یا گردے کی بیماری سے ہو سکتا ہے۔ وسطی امریکہ میں، دستی مشقت کرنے والوں میں سی‌کے‌ڈنٹ کی ایک وبا سر اٹھا رہی ہے اور گنے کی فصل اٹھانے والے 30,000 سے زائد مزدوروں کی موت کا سبب ہو سکتی ہے۔ اس مرض میں غیر ذرعی شعبہ جات کے لوگ بھی مبتلا ہو رہے ہیں، جس میں تعمیرات، بھٹہ خشت، کان کنی، اور ماہی گیری کی صنعتیں شامل ہیں۔ بھارت اور سری لنکا بھی سی‌کے‌ڈنٹ کے گڑھ ابھر کر سامنے آئے ہیں، ریاستہائے امریکہ میں بھی مزدوروں کے سی‌کے‌ڈنٹ سے متاثر ہونے کی تشویش بڑھ رہی ہے، شامپان اور ہیس نے درج کیا ہے۔

خلیج میں گردے کے دائمی مرض کی لہر کے بعد اس کے نحیف کن اثرات کا شکار دو مزدوروں نے وائٹل سائنز شراکت سے اپنے تجربات تفصیل سے بیان کیے۔ نیپال کے ایک چالیس سالہ تارک وطن مزدور سوجان تھامی نے قطر میں پلمبر کے طور پر کام کیا اس کے بقول ہفتے میں چھ دن "جھلسا دینے والی گرمی" میں، عام طور پہ صبح کے ابتدائی گھنٹوں سے رات گئے تک، جس سے وہ "انتہائی درجہ تھک جاتا" تھا۔ اس کی رہائش ایک "متروکہ مکان" جیسی تھی، اور اس کے کام کی جگہ پہ کوئی ایئر کنڈیشنگ نہیں ہوتی تھی۔ 100 مزدوروں کے لیے پانی کا ایک ہی پوائنٹ ہوتا تھا۔ قطر میں صرف نو مہینوں کے اندر سوجان کی نظر دھندلانے لگی، سر درد، اور متلی کی کیفیت، اور طبی ٹیسٹوں سے پتہ چلا کہ اس کے گردے پوری طرح کام نہیں کر رہے تھے اور انہیں فوری ڈایالسز کی ضرورت تھی۔ تقریباً چار سال پہلے اس کی نیپال واپسی کے وقت سے وہ کھٹمنڈو میں اپنی بہن کے پاس رہ رہا ہے، وہاں سے نیشنل کڈنی سینٹر قریب پڑتا ہے جہاں وہ ہر تیسرے ہفتے ڈایالسز کرواتا ہے۔ گردے کی پیوندکاری اپنی قیمت کی وجہ سے اس کے بس سے باہر ہے۔ "مجھے نہیں پتہ میں کتنا عرصہ زندہ رہوں گا،" سوجان کا کہنا ہے۔ "میں کسی بھی وقت مر سکتا ہوں۔"

ایک اور نیپالی مزدور، گنیش 2018ء میں لائف گارڈ کی حیثیت سے متحدہ عرب امارات گیا، وہ ایک اپارٹمنٹ بلاک کی چھت پر ایک آؤٹ ڈور سوئمنگ پول پر 12 گھنٹے کی شفٹوں میں کام کرتا تھا۔ "فرش اتنا گرم ہوتا تھا کہ میں اس پر ننگے پیر نہیں رکھ سکتا تھا،" اس نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ "اس سے میری جِلد ہی جل جاتی۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کتنی سخت گرمی ہوتی تھی۔" وقفہ لے لیں تو اپارٹمنٹ کے مکینوں اور آجر کی طرف سے شکایت آ جاتی تھی۔ وہ اکثر بیہوش ہو کر گر جاتا تھا، گرمی سے اس کے بدن پر سوزش آ جاتی تھی اور اس کو اتنا زیادہ پسینہ آ جاتا تھا کہ اس کا جسم پوری طرح تربتر ہو جاتا تھا، لیکن اس کی پینے کے پانی تک رسائی محدود تھی – دن میں صرف ایک بوتل – اور کھانے کے لیے کوئی وقت نہیں دیا گیا تھا۔ طویل گرم دنوں کو صبر سے گزار پانے کے لیے، گنیش رات میں سونے کی کوشش کرتا۔ نیپال واپسی کے ایک سال بعد، اس کی ٹانگ میں درد رہنے لگا، معدے کے پھول جانے اور متلی کی کیفیت کے ساتھ اسے سانس لینے میں بھی دشواری کا سامنا رہنے لگا۔ ڈاکٹروں نے تشخیص کیا کہ اس کے گردے فیل ہو چکے تھے۔ اس کو شبہ ہے کہ یہ متحدہ عرب امارات میں کام کے حالات کا نتیجہ تھا۔ اس کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ جان بچانے کے لیے پیوند کاری کرا لیتا۔ " میرے پاس اِس وقت ایک روپیہ بھی نہیں ہے،" اس نے کہا۔ "میرے ابا پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں، مجھے اپنے خاندان کا خیال رکھنا ہے۔ پر میرا یہ حال ہو گیا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟" گنیش ایک 11 سالہ بیٹی کا باپ ہے۔

خلیج میں گرمی کے خطرات

خلیج میں تارکِ وطن مزدوروں کے لیے، سال کے وسیع عرصہ میں گرمی کی خطرناک سطحوں کے سامنے رہنا ہی زندگی کی حقیقت ہے۔ امریکی مرکز برائے ضابطہ و تدارک امراض (سی ڈی سی)، اور نیوش (قومی انسٹی ٹیوٹ برائے پیشہ ورانہ صحت و تحفظ - این آئی او ایس ایچ) نے تجویز کیا ہے کہ ہوا کے درجۂ حرارت، ماحولیاتی گرمی کا سامنا کرنے کا اظہار ویٹ بلب گلوب ٹمپریچر (ڈبلیوبی‌جی‌ٹی) اقدار کے طور پر ہونا چاہیے۔ ڈبلیوبی‌جی‌ٹی ایک مخلوط تدبیر ہے جس میں انسانی صحت پر ماحولیاتی خطرات کے جائزہ کے لیے ہوا کے درجۂ حرارت، نمی، ہوا کی رفتار اور سورج کی روشنی (یا تابکاری گرمی) کو باہم تشکیل دیا جاتا ہے۔

نیوش کو یہ معلوم ہوا ہے کہ گرمی سے متعلق گزند کا خطرہ تب بڑھ جاتا ہے جب آب و ہوا میں ڈھل چکے مزدور معتدل طور پر جفاطلب کام کر رہے ہوں جبکہ ڈبلیوبی‌جی‌ٹی 28 ڈگری سینٹی گریڈ جتنا کم ہو۔ آب و ہوا میں نہ ڈھل چکے مزدوروں کے لیے، یہ دہلیز اس سے بھی کم درجہ ہے۔ خلیج میں ڈبلیوبی‌جی‌ٹی درجہ ہائے حرارت معمول میں ان سطحوں سے بڑھ جاتے ہیں۔ مثال کے

طور پر، دبئی میں 2010ء سے ڈبلیوبی‌جی‌ٹی ڈیٹا یہ دکھاتا ہے کہ مزدوروں کو یہ خطرہ امتیازی طور پر مئی سے اکتوبر کے درمیان لاحق ہوتا ہے، جس میں جون، جولائی، اگست اور ستمبر اس انتہا کی بلند ترین سطحیں ہوتی ہیں۔

وائٹل سائنز شراکت نے ہارڈورڈ میں شعبۂ ماحولیاتی صحت کے ایکسپوژر، ایپڈمالوجی اینڈ رِسک (ای‌ای‌آر) پروگرام کے ریسرچ فیلو بارک الاحمد، اور میڈرڈ میں تحقیق ماحولیات فاؤنڈیشن (ایف‌آئی‌سی) میں ڈیٹا سائنس کے سربراہ ڈومی‌نیک روئے کو کمیشن کیا تاکہ یہ وضاحت ہو سکے کہ مزدوروں پر گرمی کے حالیہ اور منعکس کیے گئے خطرات کے اعتبار سے ڈیٹا میں کیا بات سامنے آتی ہے۔ ان کے تجزیے میں، کہ جس میں ناسا سے ڈاؤن سکیل کیے گئے شاہکارِ فن ماحولیاتی ماڈلز (NEX-GDDP-CMIP6)، کو شامل کیا گیا تھا، معلوم ہوا:

- خلیج وسیع عرصے کے لیے انتہا درجہ گرم ہوتی ہے۔ خلیج کے بیشتر حصوں میں، ایسے 100 سے 150 دن ہوتے ہیں جب روزانہ درجۂ حرارت 40 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی عرصہ کے لیے، نئی دہلی میں سالانہ اوسط 24 دن کی ہوتی ہے۔ خلیج میں انتہائی درجۂ حرارت "گرمی کی لہر" کا کوئی کمیاب واقعہ نہیں ہوتا، بلکہ ہر سال کے تین سے پانچ ماہ کے لیے موجود ہوتا ہے۔
- خلیجی ریاستیں انتہائی گرم دنوں کی تعداد میں نمایاں طور پر بھاری اضافے کی زد میں رہتی ہیں حتیٰ کہ جب گلوبل وارمنگ 1.5 درجہ پر رہے، اور اضافہ ممکنہ طور پر تباہ کن ہوتا ہے جب کہ گلوبل وارمنگ 3 درجہ کو پہنچ جائے۔ یہ تازہ ترین ماڈل ظاہر کرتے ہیں کہ، مثال کے طور پر، دبئی میں جو کہ رواں سال میں COP28 کے ماحولیاتی اجلاس کا میزبان ہو گا، دنوں کی تعداد جن میں کہ ہوا کا درجۂ حرارت 40 ڈگری سینٹی گریڈ سے بڑھ جاتا ہے اگر درجۂ حرارت 1.5 درجے بڑھ گیا تو صدی کے وسط تک 51 فیصد تک چلا جائے گا، اور اگر عالمی درجۂ حرارت 3 درجے بڑھ گیا تو صدی کے آخر تک 98 فیصد تک پہنچ جائے گا۔ درجہ 3 تک اضافے سے کویت، بحرین اور سعودی عرب میں سال کے 365 دنوں میں سے 180 دن ایسے ہوں گے جن میں درجۂ حرارت 40 ڈگری سے متجاوز ہو گا۔
- خلیجی خطہ میں انتہا درجہ گرم دنوں کے ساتھ ساتھ راتوں کا درجۂ حرارت خطرناک حد تک زیادہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، جون 2022ء میں 28 دنوں میں صرف 11 مرتبہ درجۂ حرارت 30 درجہ سے نیچے گرا، اور رات کے 290 گھنٹوں میں سے (غروب آفتاب سے طلوع کے درمیان) 278 گھنٹے ایسے تھے کہ درجۂ حرارت 30 ڈگری سے اوپر رہا۔

بارک الاحمد نے ہمیں بتایا کہ وہ خلیج کے علاقوں میں اِس امکان پر "خوف اور گہری تنبیہہ" محسوس کرتے ہیں کہ وہاں 365 دنوں میں سے 180 دن درجۂ حرارت 40 سینٹی گریڈ سے متجاوز ہوتا ہے۔ الاحمد نے کہا کہ کمی واقع ہونے کے سب سے پرامید اور مثبت صورتِ حالات میں یعنی 1.5 ڈگری بھی یہ درجۂ حرارت خطہ میں گرمی سے وابستہ اموات میں قابلِ زکر طور پر اضافہ ہو گا جس کے اثرات کی پیشین گوئی ناممکن ہو گی۔ "یہ حالات انسانی معاشروں میں سنجیدہ خلل کا باعث بنیں گی جیسا کہ ہم نے اسے ابھی سمجھنا شروع کیا ہے۔ رات کے وقت کے درجۂ حرارت سے متعلق، ڈومی‌نیک روئے نے وائٹل سائنز شراکت کو بتایا کہ "بری اور ناکافی نیند، جو کہ گرم راتوں میں کافی ممکن ہے، دائمی امراض اور حادثات کا باعث بنتی ہے۔"

اس بات کے پہلے ہی شواہد موجود ہیں کہ خلیج کی گرمی مزدوروں کی موت میں ایک شریک سبب ہے۔ کویت میں تارکِ‌وطن مزدوروں کی اموات کے ایک مطالعہ سے پتہ چلا کہ گرم درجۂ حرارت میں آنے سے اموات کا خدشہ غیر کویتیوں میں نسبتاً کہیں زیادہ ہے، کام کرنے کی عمر کے غیر کویتی مردوں میں انتہائی گرم درجہ حرارت میں آ کر موت کا شکار ہونے کا خدشہ دوگنے سے تین گنا تک ہے۔[1] طبی جریدے کارڈیالوجی میں 2019ء میں شائع ہونے والا ایک مطالعہ، جو قطر میں نیپالی تارکِ وطن مزدوروں میں گرمی کے تناؤ اور قلبی اموات کے باہمی ربط کے متعلق ہے، سے پتہ چلتا ہے کہ ماہانہ اوسط سہ پہری گرمی کی سطحوں (ڈبلیوبی‌جی‌ٹی) اور قلبی وریدی امراض سے ہونے والی اموات کے درمیان ایک مضبوط تعلق ہے۔

گرمی سے تحفظ کا فقدان

[11] بارک الاحمد، احمد ف۔ شکارچی، ہیثم خریشاہ، و دیگران۔ 'Extreme temprature and mortality in Kuwait: Who is vulnerable?' سائنس آف دی ٹوٹل انوائرنمنٹ، جلد 732، (25 اگست 2020ء)

خلیجی تعاون کونسل (جی‌سی‌سی) کی چھ ریاستوں میں سے کسی میں بھی ان کے انتہائی سخت موسم سے باہر کام کرنے والے مزدوروں کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔ ہر ملک میں کام کے گھنٹوں پر ایک بے ربط سا گرمائی امتناع بر سر عمل ہے جس میں گرمیوں کے مہینوں میں مخصوص گھنٹوں میں ایک کلی بندش کا نفاذ کیا گیا ہے۔ جہاں ایسی مختلف بندشیں نافذ ہیں وہاں دن کے گھنٹوں اور سال کے دنوں کے اعتبار سے ربط کا بہت زیادہ فقدان ہے، جو اس طرح کے تحفظوں کے بڑی حد تک استصوابی اور غیر سائنسی کردار کو خط کشیدہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، متحدہ عرب امارات میں ہر سال میں 232.5 گھنٹے کام پر بندش لگائی کی جاتی ہے، جو کہ کویت کی نسبت اندازاً نصف ہے، اور قطر میں ممنوعہ گھنٹوں کا 40 فیصد ہے۔

ملک	پابندی کے نفاذ کی تاریخیں	ممنوعہ گھنٹے	فی سال کام کی لازمی بندش
بحرین	یکم جولائی تا 31 اگست	12 بجے دن تا 4 بجے شام	248 گھنٹے
کویت	یکم جون تا 31 اگست	11 بجے دن تا 4 بجے شام	460 گھنٹے
عمان	یکم جون تا 31 اگست	12:30 بجے دن تا 3:30 بجے شام	368 گھنٹے
قطر	یکم جون تا 15 ستمبر	10 بجے دن 3:30 بجے شام	588.5 گھنٹے
سعودی عرب	15 جون تا 15 ستمبر	12:30 بجے دن تا 3 بجے شام	279 گھنٹے
متحدہ عرب امارات	15 جون تا 15 ستمبر	12:30 بجے دن تا 3 بجے شام	232.5 گھنٹے

مئی 2021ء میں، قطر نے ایک وزارتی فیصلہ منظور کیا جس میں کہ گرمیوں کے کام کے گھنٹوں کو ہر سال 588.5 گھنٹوں تک پھیلا دیا گیا اور مزدوروں کو قطر کے سخت موسم سے وابستہ خطرات کو کم کرنے کے لیے درکار اضافی تدابیر کو متعارف کرایا گیا، جن میں آجروں کی طرف سے ایسے اقدامات بھی شامل ہیں کہ انہیں گرمی کے تناؤ کی مختلف سطحوں میں کام کے شیڈولز میں تبدیلیاں کرنی چاہئیں۔ یہ تدابیر قطر کے سابقہ قانونی فریمورک کی نسبت مزدوروں کو ماحولیاتی خطرات سے زیادہ بہتر تحفظ فراہم کرتی ہیں اور باقی جی‌سی‌سی کی نسبت بہتر حفاظتی تدابیر ہیں، جس کا سبب زیادہ تر یہ بات ہے کہ قطر نے نافذالوقت مکمل بندش کے وقت کی طوالت کو بڑھا دیا ہے۔ تاہم، ماہرین کے مطابق، کہ جنھوں نے وائٹل سائنز شراکت سے بات کی، قانون میں ناصرف ایسی مضبوط سائنسی اپروچ کی کمی ہے بلکہ یہ اسے اختیار کرنے میں ناکام ہے جو کہ مزدوروں کو خطرے سے تحفظ دیں۔

عمارتی شعبے میں صحت اور تحفظ کے ماہر پروفیسر ڈیوڈ ویگمان نے قطری قانون سازی کو ایک ایسی بہتری قرار دیا ہے جو "ہر قسم کے گرمی کے تناؤ اور سامنے کا شکار مزدوروں کے تحفظ کے لیے ضروری بہتریوں سے کافی کم ہے"۔ ویگمان نے کام اور آرام کے اوقات میں توازن کی نازک اہمیت، اور مزدوروں کی رہائشوں میں درجہ ہائے حرارت کو منظم کرنے کی اہمیت پر زور دیا: "گرمی کے تناؤ کے بعد ناموزوں کولنگ اور بحالی کے ساتھ گرمی کے تناؤ کے ساتھ حتیٰ کہ معمولی سی انفیکشنز بھی شامل ہو جائے تو، گرمی میں کام کرنے کے خطرات کے ساتھ مزید مرکّب ہو جاتی ہیں،" انہوں نے تبصرہ کیا۔

پروفیسر نتاشا اسکندر نے قطری قانون کے غیر مؤثر ہونے کے امکان اور قطر کے تعمیراتی شعبے میں "خود رفتاری" کی متوقع حوصلہ افزائی پر اس سے ملتی جلتی رائے پیش کی ہے: "خود رفتاری کے لیے مزدوروں کو پیوستگی اور کام کی جگہ پر قابلِ اعتبار طور پر خودمختاری سے کام کرنے کے قابل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے--- قطر میں، یہ تصور کرنا عام طور پر ناممکن ہے--- یہ خیال کہ مزدور خودرفتاری سے کام کر سکتے ہیں بڑا ہی خوابناک ہے۔ اس سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ قانون--- [کمپنیوں کو] قانونی پردہ فراہم کر دیتا ہے۔ اگر کسی مزدور کو گرمی سے گزند پہنچ جائے، اب یا مستقبل میں، اس طرح سے یہ انہی کی غلطی قرار دی جائے گی، رسمی اور قانونی طور پر، کیونکہ انہوں نے ٹھیک طرح سے خود رفتاری کے ساتھ کام نہیں کیا۔"

بارک الاحمد نے ہارورڈ اور کویت انسٹی‌ٹیوٹ برائے سائنسی تحقیق کے دیگر محققین کے ساتھ مل کر یہ اظہار کیا ہے کہ کویت میں گرمیوں کے وقت کام کی وسط یومی بندش کے نتیجے میں کام کی جگہ پر گزند پہنچنے میں کمی نہیں آئی۔[2] الاحمد نے مزدوروں کو دن کے تمام گھنٹوں میں یکساں طور پر تحفظ دینے کے لیے ایک قابلِ مقداربندی، خدشات پر مبنی طریقۂ کار کو زیرِ بحث لایا ہے جو کہ اندر اور باہر دونوں طرح کی جگہوں پر لاگو ہو سکے۔ یہ پیشہ ورانہ صحت کی عرصۂ دراز سے آزمودہ اپروچ ہے، جیسا کہ

[2] بارک الاحمد، علی الحمود و دیگران۔ "Extreme heat and work injuries in Kuwait’s hot tempraturs"، آکوپیشنل اینڈ انوائرنمنٹل میڈیسن، جل۔ 80، شمارہ 6

کسی فیکٹری کے بندوبست میں پائی جانے والی بینزین، یا کسی کارسینوجینک گیس کا سامنا ہو جانے کی ضابطہ بندی۔ الاحمد نے نشاندہی کی ہے کہ یہ اپروچ بنیادی طور پر، 2021ء کے گرمی کے قطری قانون سمیت، خلیجی ریاست کے ضوابط سے مختلف ہے: "آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مزدوروں کے جون سے لے کر اگست تک بینزین کا سامنا کرنے پر پابندی ہے۔ آپ کے پاس یہ سامنا محدود کرنے کے پیمانے موجود ہیں۔ آخر ہمارے پاس گرمی کے بارے میں بھی یہی چیز کیوں نہیں؟"

گرمی سے لگنے والے گزند سے ہونے والی اموات پر کوئی ڈیٹا نہیں

اکثر بدسلوکی پر مبنی کام کی کیفیات اور خلیجی خطہ کی انتہائی گرمی کے ایک مرکب کے پیدا کیے گئے خطرناک خدشات کے باوجود، تارکِ وطن مزدوروں پر گرمی کے اثر کا تقریباً کوئی ڈیٹا موجود نہیں ہے، اور تارکِ وطن مزدوروں کی اموات پر خطہ بھر میں دستیاب ڈیٹا میں گرمی کی تناؤ کے سبب سے ہونے والی اموات کا کوئی اندراج نہیں ہوتا، نہ ہی کسی موت میں گرمی کو ایک شریک سبب کے طور پر ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ گرمی سے متعلق اموات پر کسی بھی ڈیٹا کا فقدان خلیج میں تارکِ وطن مزدوروں کی اموات کی تفتیش اور تصدیق سے متعلق وسیع تر ناکامیوں کا عکاس ہے۔ پہلی وائٹل سائنز رپورٹ میں پتہ چلا کہ تخمیناً خلیج میں جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا کے تارک وطن مزدوروں کی سالانہ 10,000 اموات میں ہر دو میں سے ایک کی مؤثر وضاحت نہیں کی گئی ہوتی، موت کے پیچھے کارفرما اسباب سے متعلق کسی حوالے کے بغیر اموات کی سرکاری طور پر تصدیق کی جا رہی ہے، اور "فطری اسباب" یا "حرکتِ قلب کا رکنا" جیسی اصطلاحیں موت کے تصدیق نامے پر ظاہر ہو رہی ہیں۔ غیر وضاحت کردہ اموات کی بلند شرح بھی خلیج میں حفظانِ صحت تک رسائی کے لیے کوشاں رہنے والے تارک وطن مزدوروں کی راہ میں نظام بند رکاوٹوں میں جزوی طور پر ایک شریک سبب ہے، جیسا کہ وائٹل سائنز شراکت اس سے پہلے اپنی دوسری رپورٹ میں دستاویزی شکل دے چکی ہے۔ ہم نے اپنے تحقیقی عمل کے دوران ایک نیپالی ڈاکٹر سے بات کی جس نے نوٹ کرایا کہ اگر کسی مریض کا طبی تاریخچہ دستیاب نہ ہو تو ڈاکٹر مریض کی موت سے قبل کی علامات نہیں دیکھتے، "ان کی موت کے سبب کی بابت بس کچھ ہی سراغ پائے جاتے ہیں۔۔۔ بشرطیکہ بعد از مرگ جسمانی معائنہ عمل میں لایا جائے۔" خلیج میں ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ وہاں لاش کے روایتی طبی معائنے کے بارے میں کچھ حساسیت پائی جاتی ہے اور بہت شاذ و نادر انہیں عمل میں لایا جاتا ہے۔

پہلی وائٹل سائنز رپورٹ میں تجویز کیا گیا تھا کہ خلیجی ممالک انسپکٹران اور طبی معائنہ کاروں کی خصوصی ماہر ٹیمیں قائم کریں تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ تارکِوطن مزدوروں کی جملہ اموات کی تفتیش کی جاتی ہے اور بہترین بین‌الاقوامی شعائر سے مطابقت میں ان کی تصدیق کی جاتی ہے، اور لاش کے طبی معائنے کے سلجھے ہوئے اور لفظی طریقہ ہائے عمل متعارف کرائے گئے ہیں۔ تاہم ایسے کوئی اقدامات عمل میں نہیں لائے گئے۔

کسی بھی مفید ڈیٹا کی عدم موجودگی ایسی متعدد تحقیقات کی روشنی میں منجملہ اور بھی تشویشناک ہو جاتی ہے جن میں دنیا کے دیگر حصوں میں انتہائی بلند درجہ ہائے حرارت اور اموات کی بلند شرح کے درمیان ایک غیر رسمی ربط قائم کیا گیا ہو۔ عالمی موسمیاتی تنظیم کے مطابق 2022ء میں یورپی گرمی کی لہر میں 15,700 لوگوں کی اموات دیکھنا پڑی تھیں۔ لانسٹ کی جانب سے پانچ براعظموں کے 43 ممالک سے حاصل کیے گئے بیس‌لائن اموات ڈیٹا کے مطالعہ کے مطابق، جو 2021ء میں شائع ہوا، یہ پتہ چلتا ہے کہ 2000ء سے 2019ء تک گرم درجہ ہائے حرارت سے متعلق اموات تمام عالمی خطوں میں بڑھی ہیں، جس سے یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے گلوبل وارمنگ اموات کے ان اعداد و شمار کو مستقبل میں مزید بدتر بنا دے گی۔

عرب خلیجی ریاستوں میں اندازا ایسے 3 کروڑ تارک وطن مزدور ہیں، جو خطہ کی کل آبادی 5.8 کروڑ کا 52 فیصد بنتے ہیں، اور خلیجی ریاستوں کی معیشتیں تارک وطن مزدوروں پر انحصار کرتی ہیں۔ جیسا کہ نتاشا اسکندر کا تبصرہ ہے، "خطے کے معاشی نظام کا تارک وطن مزدوروں پر وجودی انحصار ہے" اور ان کی مشقت کے بغیر، "خلیجی ریاستوں کی جغرافیائی سیاسی طاقت کا وجود نہ ہوتا، ان کی دولت کا وجود نہ ہوتا، ان کی ثقافتی پیداوار، ان کے شہری مقامات – ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔" انہیں خلیج کے انتہائی اور بد سے بدتر ہوتے ہوئے ماحول سے بچانا ایک سیاسی ترجیح ہونا چاہیے۔

رواں سال میں خلیج COP28 کی میزبانی کر رہا ہے، جو ایک نہایت اہم عالمی ماحولیاتی کانفرنس ہے، جس میں متحدہ عرب امارات بطور صدر مذاکرات کی سربراہی کر رہا ہے۔ مئی 2023ء میں، متحدہ عرب امارات نے پہلی مرتبہ اعلان کیا تھا کہ گفتگو کا ایک دن بطور خاص ماحولیاتی تبدیلی کے صحت پر اثرات کے لیے وقف ہو گا، ساتھ میں سی او پی نے یہ بھی اعلان کیا کہ "پورے عالمی جنوب میں، سب سے زیادہ زد پہ آئی ہوئی کمیونٹیز، جن کا ماحولیاتی تبدیلی برپا کرنے میں سب سے کم حصہ ہے، سب سے

زیادہ وہ اس سے متاثر ہیں۔" عالمی جنوب کی برادریوں کی صحت پر اثرات پہ توجہ مرکوز کیے جانے کا خیرمقدم ہے، اور یہ بھی بہت اہم ہے کہ COP28 اس بحث و مباحثے کو پھیلا کر متحدہ عرب امارات اور خلیجی خطے کے اندر ایسی متاثرہ کمیونٹیز کو بھی شامل کریں جو انتہائی درجہ اور بڑھتے ہوئے درجۂ حرارت کے چند بے رحم ترین اثرات کا سامنا کر رہے ہیں۔

مزدوروں کو گرمی کا سامنا ہونے سے تحفظ دینا پرعزم عملی اقدامات کا متقاضی ہے جو مزدوروں کو مناسب رہائش، غذا اور حفظان صحت تک رسائی کے قابل بناتے ہوں۔ خلیج میں گرمی سے تحفظ کی موجودہ تدابیر نامناسب ہیں۔ البتہ خلیجی ممالک کے پاس ایک موقع ہے کہ اپنی اپروچ کو آگے بڑھائیں اور ایک بلند معیار قائم کر کے دوسروں کے لیے ایک قابلِ تقلید نمونہ بن سکیں۔

انہیں چاہیے کہ:

- مزدوروں کو گرمی کا سامنا رہنے کے حوالے سے نظام الاوقات پر مبنی کی بجائے خدشات پر مبنی اپروچ اختیار کریں۔ ایسی قانون سازیاں منظور کریں جن میں مزدوروں کے لیے ٹھنڈے اور سایہ دار علاقہ میں ایک مناسب دورانیہ کے وقفے کی فراہمی کے تقاضے کو یقینی بنایا گیا ہو، جہاں کہ گرمی کے تناؤ کا پیشہ ورانہ خدشہ ہو؛ لازمی وقفہ کے اوقات کے لیے ماحولیاتی گرمی کے تناؤ کے خدشات اور کام کرائے جانے کی جبری نوعیت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔
- تمام آجروں سے تقاضا کیا جائے کہ کام کی سائٹ پر مزدوروں کے لیے پانی اور خوراک کے بارد ذخیرہ کی سہولت تک آسان رسائی، اور مکمل ایئر کنڈیشنڈ رہائش فراہم کریں اور آجر پر ایئر کنڈیشنگ کو ایک صحت و تحفظ ترجیح بنانے کے دباؤ کو یقینی بنایا جائے۔
- جہاں قابلِ تدارک طبی کیفیات کی پہلے سے شناخت ہو جائے تو اس کے تدارک کے لیے بنیادی حفظان صحت تک رسائی کو یقینی بنایا جائے۔
- کم اجرتی تارک وطن مزدوروں کی آبادیوں میں سی‌کےڈن یا اوائل مرحلہ کی امراضِ گردہ کے پھیلاؤ پر تحقیق عمل میں لائی جائے۔
- انسپکٹران اور طبی معائنہ کاروں کی ایک خصوصی ماہر ٹیم قائم کر کے تارکِ وطن مزدوروں کی تمام اموات کی بہترین بین‌الاقوامی شعار سے مطابقت میں تفتیش اور تصدیق کو یقینی بنایا جائے۔
- تارک وطن مزدوروں کی اموات کے اسباب کے لیے خودمختار تفتیشات تفویض کی جائیں اور یہ یقینی بنایا جائے کہ ہر تفتیش میں گرمی اور نمی، اور دیگر خدشاتی عوامل جیسا کہ حددرجہ کام، فضائی آلودگی، نفسیاتی تناؤ، اور حفظانِ صحت تک رسائی کے لیے مزدوروں کی صلاحیت جیسے عوامل کے کسی بھی ممکنہ کردار کا معائنہ کیا گیا ہے۔

بنیادی وطن کی ریاستیں جو کہ خلیج کے کم اجرتی شعبہ جات کی معیشت میں مزدوروں کی نمایاں تعداد کو بھیجتی ہیں گرمی سے تحفظ کو یقینی بنانے میں نہایت اہم کردار کی حامل ہیں۔ انہیں چاہیے کہ:

- خلیجی ریاستوں کو صدا دیں: تارکِ‌وطن مزدوروں کی اموات کی تفتیش کے طریقۂ عمل میں بہتری ہو؛ تارکِ‌وطن مزدوروں کی اموات کے اسباب کی تفتیشات کے لیے خودمختار کمیشن سازی ہو؛ گرمی کے تناؤ سے بہتر قانونی تحفظ ہو۔
- سمندرپار مزدوروں کی اموات پر تمام تاریخی ڈیٹا دستیاب بنائیں، جیسے مقام، پیشہ، عمر، جنس، تاریخ وفات اور موت کے سبب کے اعتبار سے بہ تفریق دیا گیا ہو۔ یہ ڈیٹا آن‌لائن دستیاب ہو اور ایسی طرز پر پیش کیا گیا ہو جو کہ عوامی صحت کے ماہرین کے مؤثر جائزہ میں سہولت دے۔ ہر مقیمی خلیجی ریاست میں شہریوں کی تعداد کی بابت درست، تفصیلی ڈیٹا کے اس کے ہمراہ ہو۔